تاریخ کعبہ اور اس کی فضیلت

تحریر: فریدہ سجاد

یہ مقدس و بابرکت خطہ اور مرکز تعظیم و تکریم، دنیا کے بتکدوں میں یہ خدا کا پہلا گھر جس کی عظمت و رفعت میں کوئی ثانی نہیں اس کے چشمہ فیض سے پورا عالم انسانیت مستفیض ہو رہا ہے اور یہی بابرکت جگہ جو پوری کائناتِ ارضی کا منبع و سرچشمہ ہے۔ اسی سے ساری زمین کو پھیلایا گیا ہے۔ زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل اسے وجود بخشا گیا۔ سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے پانی پیدا کیا پانی کو ہوا پر ٹھہرایا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا بھیجی جس سے پانی میں ہلچل پیدا ہوگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بیت اللہ والی جگہ قبہ نما ایک ٹیلہ پیدا کردیا جہاں دو ہزار سال بعد بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا۔'' (مصنف عبد الرزاق، ۵: ۹۰)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلا ٹکڑا جسے اللہ رب العزت نے زمین سے پیدا کیا وہ بیت اللہ کی جگہ ہے پھر اسی سے زمین کو پھیلایا گیا ہے۔ (التاریخ القویم، ۳: ۷)

تفسیر مظہری میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ملائکہ نے کعبہ شریف تعمیر کیا اور وہ اس کا حج بھی کرتے تھے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے کون سی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامَ**

یعنی بیت اللہ شریف کو اس قدامت کا شرف حاصل ہے۔ سائل نے پھر استفسار کیا کہ بیت اللہ کے بعد کون سی مسجد وجود میں آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہر افشانی فرمائی: **اَلْمَسْجِدُ الاقْصٰی**

دوسرا درجہ بیت المقدس کو حاصل ہے۔ دریافت کیا گیا کہ دونوں کے درمیان کتنے عرصے کا فاصلہ ہے

تو ارشاد فرمایا: چالیس برس کا۔ (بخاری، الصحیح، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ وَوَهَبْنَا لداود، ۳: ۱۲۶۰، رقم: ۳۲۴۳)

مذکورہ بالا حدیث پر امام ابن جوزیؒ نے ایک اشکال کا تذکرہ فرمایا کہ حدیث میں مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر میں چالیس سال کا وقفہ بیان ہوا ہے جبکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کے مابین ایک ہزار سال کا عرصہ تھا۔ جس کا جواب علامہ الحافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں پوری شرح و بسط سے رقم فرمایا ہے۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ نہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھی تھی اور نہ ہی سیدنا سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے بانی ہیں بلکہ دونوں دوسرے کی بناء کی تجدید کرنے والے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ بیت المقدس کی سب سے پہلے تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمائی اور پھر ملائکہ نے، پھر حضرت سام بن نوح علیہ السلام نے اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اور یہی صورتحال تعمیر کعبہ میں بھی ہے کہ پہلے ملائکہ نے پھر حضرت آدم علیہ السلام نے پھر حضرت شیث علیہ السلام نے اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمائی۔ اس طرح اب تک کعبۃ اللہ کی تعمیر گیارہ مرتبہ ہو چکی ہے۔

۱۔ تعمیر ملائکہ

کعبۃ اللہ کی سب سے پہلی تعمیر اللہ تعالیٰ کے حکم پر فرشتوں نے کی، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا بیت اللہ کا طواف کب سے ہو رہا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کے بارے میں اطلاع دی تو انہوں نے عرض کیا ہم آپ کی تسبیح و تقدیس کرنے والے ہیں اور آپ ہمارے ایسے غیر کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ فرشتوں کو اپنی عرض پر نہایت ہی شرمندگی ہوئی، انہوں نے حالت زاری اور تضرع میں عرش الٰہی کا تین دفعہ طواف کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے عرش کے نیچے ''بیت المعمور'' بنا کر فرمایا تم اس کا طواف کیا کرو، اس کا ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور ایک دفعہ طواف کرنے والے دو بارہ نہیں آتے، اس کے بعد فرشتوں سے فرمایا اب تم زمین پر جاؤ۔

ابنوا لی بیتاً فی الارض بمثاله وقدره

اسی کی مثل و مقدار کے مطابق زمین پر میرا گھر بناؤ۔

جب گھر بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے زمین پر رہنے والی مخلوق کو حکم دیا:

ان یطوفوا بهذا البیت کما یطوف اهل السماء بالبیت المعمور (اخبار مکہ لازرقی، ۱: ۳۳۔ ۳۴)

''اس گھر کا تم بھی اسی طرح طواف کرو جیسے آسمان والے بیت المعمور کا کرتے ہیں۔''

امام بغوی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل فرشتوں نے بیت اللہ شریف تعمیر کیا اور زمین پر رہنے والے ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے طواف اور حج کرنے کا حکم دیا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۲۶۳)

۲۔ تعمیر سیدنا آدم علیہ السلام

سیدنا آدم اور حضرت حوا علیہما السلام جب زمین پر آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ مولا میں اس لذت سے محروم ہو گیا ہوں جو فرشتوں کے ساتھ بیت المعمور کے طواف میں حاصل ہوتی تھی۔ کاش ہمیں پھر وہاں لوٹا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اے آدم!

ابن لي بيتاً بحذاء بيتى الذى فى السمآء تتعبد فيه أنت و ولدک کما تتعبد ملائكتى حول عرشى. (سبل الهدى، ۱: ۱۴۷)

''تم اسی آسمانی گھر (بیت المعمور) کے مقابل زمین پر میرا گھر بناؤ اور اس میں تم اور تمہاری اولاد اسی طرح عبادت کرو جیسے ملائکہ میرے عرش کے اردگرد کرتے ہیں''۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

فطف به واذكر نى حوله كما رأيت الملائكة تصنع حول عرشى

''اس کا طواف کرو اور اس کے اردگرد میرا ذکر کرو جیسا کہ تم نے ملائکہ کو میرے عرش کے اردگرد کرتے دیکھا ہوا ہے۔''

سیدنا آدم علیہ السلام حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی راہنمائی میں مکہ معظّمہ پہنچے وہاں جبرائیل علیہ السلام نے پر مار کر کعبہ کی بنیادیں ظاہر کیں جو انتہائی گہری تھیں۔ پھر فرشتے، پانچ مختلف پہاڑوں سے بڑی بڑی چٹانیں لائے۔ جن میں سے ایک چٹان تیس آدمی مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان پتھروں سے بیت اللہ شریف تعمیر کیا۔ (التاریخ القدیم، ۳: ۱۲)

۳۔ تعمیر حضرت شیث علیہ السلام

امام ازرقی وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ یاقوت کا وہ خیمہ جو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے لئے جنت سے اتارا گیا تھا آپ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھا لیا تب انہی بنیادوں پر آپ کی اولاد نے مٹی اور پتھروں سے کعبۃ اللہ تعمیر کیا اور وہ عمارت طوفان نوح تک قائم رہی۔ (اخبار مکہ: ۵۱)

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے تعمیر کعبہ کی سعادت حضرت شیث علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔

(التاریخ القویم، ۳: ۳۲)

۴۔ تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے مکہ معظّمہ میں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔ جب تیسری بار بیت اللہ کی تعمیر کے سلسلہ میں تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام جن کی عمر اس وقت بیس سال تھی چاہِ زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے تیر بنا رہے تھے۔ طویل عرصے کی جدائی کے بعد والد گرامی کے چہرہ اقدس کی زیارت سے خوشی کی لہر دوڑ گئی انتہائی تعظیم وتکریم سے خوش آمدید کہا۔ ابتدائی گفت وشنید کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''بے شک تیرے رب نے مجھے اس کا گھر (بیت اللہ) کی تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ عرض کیا (ابا جان) آپ اللہ کے حکم کی اطاعت میں جلدی کریں۔ ارشاد فرمایا رب کائنات نے اس عظیم کام میں تجھے میری مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔ عرض کیا میں حاضر ہوں آپ کر گزریے۔'' (التاریخ القویم، ۳: ۴۰)

اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں مقرب بندے اس امرِ عظیم کی تکمیل کے لئے کمر بستہ ہو گئے ایک عزم اور ولولہ کے ساتھ تعمیر کعبہ کا ارادہ کیا اس عزم اور ولولے میں احساسِ بندگی اور عاجزی کا عنصر غالب تھا۔ مگر ابھی تک یہ حقیقت منکشف نہ ہوئی تھی کہ بیت اللہ شریف کا حدود اربعہ کیا ہے دیواروں کی لمبائی و چوڑائی کتنی ہے۔ کیونکہ امتدادِ زمانہ اور سیلاب نے اس کے قدیم نشانات کو ختم کر دیا تھا۔

سو قدرتِ خداوندی سے ان مکرم بندوں کی رہنمائی کے لئے اچانک ایک بدلی نمودار ہوئی جس سے یہ صدا آرہی تھی کہ جس قدر طول وعرض اس بدلی کے سایہ کا ہے اسی قدر جگہ میں آپ بیت اللہ کی دیوار کھڑی کریں اس میں کمی بیشی نہ ہونے پائے۔ (التاریخ القویم، ۳: ۴۲)

بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بنیادوں کی نشاندہی کی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک مجسم ہوا آئی جس کا نام ''ریح الخجوج'' تھا اس نے بیت اللہ کی جگہ کے گرد طواف کر کے اس کی حدود کو واضح کیا تھا اس وقت یہ جگہ ایک ابھرے ہوئے سرخ ٹیلے کی طرح تھی۔ (اخبار مکہ، ۱: ۶۱)

غرضیکہ باپ اور بیٹے نے کعبہ کی نشان زدہ بنیادوں کی کھدائی شروع کر دی کچھ دیر بعد قدیم بنائے آدم علیہ السلام بھی ظاہر ہو گئی۔ جس پر انہوں نے تعمیر کرنا تھی۔ کام کا آغاز ہوا۔ چشمِ فلک نے دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک مزدور کے بھیس میں پتھر لانے کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

ایک معمار کی حیثیت سے اپنے مقدس ہاتھوں سے دیوار چن رہے ہیں۔ مٹی، گارا یا چونے کی مدد کے بغیر ہی پتھر جوڑے چلے جارہے ہیں اور وہ پتھر اس قدر بڑے اور وزنی ہیں کہ تیس آدمی مل کر بھی نہیں اُٹھا سکتے۔ اس تعمیر میں کام آنے والے پتھر پانچ مختلف پہاڑوں، طور سینا، طور زیتا، کوہ لبنان، کوہ جودی اور کوہ حرا سے فرشتے لے کر آئے تھے۔ بنیادوں میں کوہ حرا کے پتھر استعمال ہوئے جب دیواروں کی بلندی کچھ زیادہ ہوگئی اور پتھر لگانے میں دشواری محسوس ہونے لگی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کوئی ایسا پتھر تلاش کرو جس پر کھڑے ہو کر بآسانی تعمیر مکمل کی جاسکے سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نظر انتخاب جس پتھر پر پڑی وہ یادگار پتھر تھا۔ جسے قرآن حکیم میں ''مقام'' ابراہیم کے مبارک اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ اس پتھر نے اپنے مزاج کی سنگینی اور سختی کے باوجود آپ علیہ السلام کے نقشِ پا کا اس قدر گہرا اثر قبول کیا کہ زمانے کے حوادث بھی اسے نہ مٹا سکے جس کا نظارہ آج بھی مسلمانانِ عالم بچشم نم خود کر رہے ہیں۔

اس عظیم الشان تعمیر کے دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انتہائی عاجزی وانکساری اور تشکر و امتنان کے جذبات سے سرشار ہو کر اپنے فریضے میں مگن رہے اور آیہ کریمہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرۃ، ۲: ۱۲۷)

''اے ہمارے پروردگار ہماری یہ سعی قبول فرما بے شک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔''

۵۔ تعمیر قبیلہ جرہم

شیخ ازرقیؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ عمارت کعبہ منہدم ہوگئی تو قبیلہ جرہم نے کعبہ کی تعمیر انہی بنیادوں پر کر دی۔ مسعودی نے مروج الذہب میں ذکر کیا ہے کہ جس شخص کی سربراہی میں یہ تعمیر مکمل ہوئی اس کا نام حارث بن اعضاض الاصفر تھا۔ (الاعلام باعلام بیت اللہ اکرام: ۴۸)

۶۔ تعمیر عمالقہ

چھٹی تعمیر قوم عمالقہ نے کی، اس کے برعکس بھی مروی ہے کہ پانچویں تعمیر عمالقہ نے اور چھٹی جرہم نے کی، امام ابن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ اور ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کی تعمیر کردہ عمارت منہدم ہوگئی۔

فبنته العمالقة، ثم انهدم فبنته جُرهُم(سبل الهدی، ۱: ۱۶۳)

''تو اسے عمالقہ نے بنایا (یہ تعمیر) پھر منہدم ہوئی تو اسے قبیلہ جرہم نے تعمیر کیا۔''

۶۔ تعمیر حضرت قصی بن کلاب

قاضی مکہ زبیر بن بکاری اپنی کتاب ’’نسب قریش‘‘ میں لکھتے ہیں جب قصی بن کلاب کعبہ کے متولی بنے تو انہوں نے اس کی ایسی تعمیر کروائی:

لم یبنه احد ممن بناها قبله مثله (اعلام العلماء: ۴۷) ’’کہ اس سے پہلے ایسی تعمیر کسی نے نہیں کروائی۔‘‘

قریش میں قصی پہلا آدمی تھا جسے کعبۃ اللہ تعمیر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اجداد میں سے تھا اور آپ سے تقریباً ۱۳۰ سال پہلے اس کی حکومت قائم ہوئی تھی۔ (التاریخ القویم، ۳: ۱۲۹)

۷۔ تعمیر قریش

قریش نے جب محسوس کیا کہ عمارتِ کعبہ سیلاب کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہے تو انہوں نے اس کی نئی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کے والد گرامی کے ماموں جناب ابو وھب جو بڑے حقیقت شناس اور دور اندیش انسان تھے اپنی قوم سے مخاطب ہوئے:

’’اے گروہِ قریش! وعدہ کرو کہ کعبہ کی تعمیر پر تم بالکل پاکیزہ حلال اور صاف کمائی ہی خرچ کرو گے کوئی غارت گری اور بدکاری کا ایک پیسہ بھی اس پر نہیں لگاؤ گے۔‘‘ (البدایہ والنہایہ، ۲: ۳۰۱)

تمام قبائل نے وعدہ کیا اور کعبہ معظّمہ کے ایک ایک حصے کی تعمیر اپنے ذمے لے لی۔ تعمیر کعبہ بہت بڑی سعادت تھی۔ سب لوگ مزدوروں کی طرح لگ گئے۔ چھوٹے بڑے کا امتیاز مٹ گیا۔ ہر کوئی اپنے حصے کا کام کرنے میں مصروف رہا۔ یہ وہ بابرکت عمل تھا جس میں خود حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی حصہ لیا اور آپ ﷺ پتھر لا لا کر دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اس باہمی تعاون اور اتحاد و یگانگت کی فضا میں تعمیر کعبہ مکمل ہوئی۔

۸۔ تعمیر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

خلفاء راشدین کے دور میں مسجد حرام میں توسیع تو ہوئی مگر بیت اللہ قریش کی تعمیر کے مطابق ہی رہا تریسٹھ ہجری میں یزید حکمران بنا، اس نے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کے لوگوں سے بیعت لینے اور بیعت سے انکار کرنے والوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک لشکر جرار بھیجا۔ چونکہ اہلیان مکہ اور مدینہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے تھے اس لئے یزید کی بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ نتیجۃً فریقین کے مابین جنگ چھڑ گئی۔

’’شب و روز لشکر والوں نے منجنیق سے پتھر پھینکے جس کی وجہ سے کعبہ کی بعض دیواریں گریں اور اس کی چھت و غلاف جل گئے۔‘‘

ادھر سے یزید کی موت کی خبر آنے پر لشکر واپس ہوگیا، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تمام کعبہ کی تعمیر نئے سرے سے کروائی چونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ذہن میں تھا اس لئے انہوں نے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کروایا یعنی حطیم کو شامل کر دیا، دروازہ زمین پر رکھا اور مشرق و مغرب کی جانب دو دروازے بنا دیئے۔ حضرت یزید بن رومان سے منقول ہے اس موقعہ پر میں موجود تھا۔

فأدخل فيه من الحجر، وقد رأيت اساس ابراهيم حجارة كاسنمة الابل (سبل الهدى، ١ : ١٦٥)

''تو حطیم کو پھر شامل کر دیا گیا اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رکھی ہوئی بنیاد کے پتھروں کو دیکھا وہ اونٹ کی کوہان کی طرح تھے۔''

اس عظیم الشان کام کی بحسن وخوبی تکمیل پر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الوہیت میں اظہار تشکر کیلئے چل کر لوگوں کی ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ عمرہ ادا کیا اور اس سعادت عظیم کے حصول پر بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر بجا لائے۔

۹۔ تعمیر حجاج بن یوسف

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کردہ عمارت تقریباً دس سال تک قائم رہی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو ۷۴ھ میں حجاج بن یوسف نے عبد الملک بن مروان کو کعبہ کی اس تعمیر کے بارے میں لکھا اور کہا اس تعمیر کو اہل مکہ پسند نہیں کرتے تو اس نے یہ آرڈر جاری کیا:

اما مازاده فی طوله فاقره واما مازاد فيه من الحجر فروه الی بنائه وسد الباب الذی فتحه فنقضه واعاده الی بنائه

''ابن زبیر نے جو لمبائی میں اضافہ کیا اسے قائم رکھا جائے اور جو حطیم والا حصہ شامل کیا ہے اسے خارج کر دیا جائے اور جو دوسرا غربی دروازہ بنایا اسے بھی بند کر دیا جائے لہٰذا حجاج بن یوسف نے دوبارہ اسے قریش کی تعمیر کے مطابق ہی کر دیا۔''

۱۰۔ تعمیر سلطان مراد خان عثمانی

اس تعمیر کے ۹۶۶ سال بعد سیلاب سے کعبہ شریف منہدم ہوا تو ۱۰۴۰ ہجری میں سلطان مراد خان عثمانی نے اسے تعمیر کیا۔ اس کے بعد علامہ طاہر کردی لکھتے ہیں:

(سلطان مراد کی تعمیر کردہ) یہی عمارت ہمارے زمانے تک قائم چلی آ رہی ہے۔ (تاریخ القدیم، ۳: ۳۰۱)

اس کے بعد کعبہ کی تعمیر نہیں ہوئی البتہ اس میں اصلاحات اور مرمت کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔

کعبۃ اللہ کی فضیلت

یہی کعبۃ اللہ جو اس کرہ ارض کے وجود کا موجب اور باعث تخلیق بنا جو اپنی لطافت، نظافت، شرافت، عظمت وجلالت، شرف ومجد میں یگانہ روزگار ہے اور جس کی توصیف وتحمید سے احادیث سید الرسل ﷺ اور تاریخ عالم کے اوراق مزین ومعمور ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے بیت اللہ کی زیارت کی پھر یہاں کسی سے جھگڑا، بدزبانی فساد نہ کیا تو: رَجعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمَّهُ

(بخاری، الصحیح، ابواب العمرۃ، باب قول اللہ تعالی فلا رفث، ۲: ۶۴۵، رقم: ۱۷۲۳، ۱۷۶۴)

''وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک پیدا ہوا تھا۔''

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دن رات کعبۃ اللہ پر ایک سو بیس رحمتوں کا نزول فرماتا ہے۔ ان میں ساٹھ طواف کرنے والوں کیلئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے: وَ عِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ (العلل المتناهية، ۲: ۸۲)

''اور بیس ان لوگوں کیلئے جو کعبۃ اللہ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کر رہے ہوتے ہیں۔''

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلنَّظْرُ إِلَى الْبَيْتِ الْحَرَامِ عِبَادَةٌ (تالی تلخیص المشابه، ۲: ۳٦٥، رقم: ۲۲۱)

''اس عزت والے گھر کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔''

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

هَذَا الْبَيْتِ دَعَامَةِ الْإِسْلَامِ (الفردوس بماثور الخطاب، ٤: ۳۳۲، رقم: ٦٩٦٤)

''یہ گھر اسلام کا ستون ہے''

جو شخص اس کی زیارت کے ارادہ سے نکلا خواہ وہ حج کی نیت کرنے والا ہو یا عمرہ کی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اگر وہ فوت ہوگیا تو اسے جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

مشہور تابعی حضرت عطا رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: اَلنَّظْرُ إِلَى الْبَيْتِ يَعْدِلُ عِبَادَةَ سَنَةٍ

''بیت اللہ کو ایک مرتبہ دیکھنا سال کی عبادت کے برابر ہے۔''

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے اس مکرم ومعظم گھر کی زیارت اور اس کے حج کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ